مولانا عبدالحیٔ صاحب فاروقی

قسط ۲

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور اُن کے نظریاتِ تصوّف

حضرت شاہ صاحب نے ان دونوں نظریات کو تسلیم کیا ہے۔ انھوں نے ان ساری عبارتوں کو جو فریقین کے کلام میں پائی جاتی ہیں صحیح محمول کیا اور بتایا کہ ان میں جس کسی نے کوئی بات کہی ہے وہ کسی ایک خاص مقام سے تعلق رکھتی ہے۔ انھوں نے بتایا کہ ہر گروہ نے اس مسئلہ میں کسی ایک پہلو کے متعلق اجمال سے کام لیا ہے۔ اور پھر اپنے زمانے کے تقاضوں کے لحاظ سے جس کی تفصیل جس کے نزدیک اہمیت رکھتی تھی وہ اسی کے بیان میں مشغول ہو گیا۔

غرض کہ شاہ صاحب نے وحدت الوجود اور وحدۃ الشہود کو ہم آہنگ کرنے کی کوشش فرمائی جس سے ایک طرف پوری ایک صدی کے اختلافات کی خلیج پر ہوئی تو دوسری طرف امت کے لئے ایک سیدھی راہ متعین ہو گئی۔

حضرت علیؓ اور دیگر سلاسل عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ طریقت کے سارے سلاسل حضرت حسن بصریؒ کے ذریعہ حضرت علیؓ پر جا کر ختم ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہاں شاہ صاحب کی تحقیق یہ ہے کہ یہ عمومی خیال بالکلیہ صحیح نہیں ہے۔ (ہمعات اور قرۃ العین) شاہ صاحب نے یہ ثابت کیا ہے کہ حسن بصریؒ اور حضرت علیؓ کے درمیان صحبت اور ملاقات متحقق نہیں ہے۔ بعض علماء کے نزدیک سارے سلاسل کا حضرت علیؓ پر جا کر انتہا پذیر ہونا تشیع کی روایات کی وجہ سے ہے مگر شاہ صاحب نے ہمعات میں اس کی دوسری توضیح فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ:

سارے سلاسل کا رجوع حضرت علیؓ کی جانب اگرچہ روایات کے اعتبار سے ثابت نہیں ہے لیکن اس کے باوجود سارے صوفیاء نے اس پر اتفاق کیا ہے اور یہ اتفاق بے وجہ نہیں ہے۔

فقیر کے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت علیؓ اس امت کے سب سے پہلے مجذوب تھے۔"

طریق ذکر صوفیاء کے یہاں ذکر کے دو طریقے ہیں۔ ایک ذکر جہری اور دوسرا سرّی۔ ذکر جہری کے مسئلہ میں اختلاف ہے۔ نقشبندیہ کے نزدیک یہ غیر اولیٰ اور مکروہ ہے۔ لیکن چشتیہ حضرات اس پر مصر ہیں کہ یہی اولیٰ اور افضل ہے۔

یہ اختلاف شاہ صاحب کے زمانے میں نہایت شدید تھا ہر شخص اپنے مسلک کے اثبات اور اس کی افضلیت پر اپنا استدلال پیش کرتا تھا۔

شاہ صاحب پر اگرچہ نقشبندیت غالب تھی مگر اس کے باوجود غیر جانبداری کے ساتھ آپ نے اس مسئلہ پر غور کیا اور کوشش فرمائی کہ صوفیاء کا یہ اختلاف ختم ہو جائے۔ لہذا دونوں گروہوں کے اعتراضات اور پھر ان کے جوابات دیتے ہوئے اپنا آخری فیصلہ اس طرح فرماتے ہیں۔

" لیکن اکثر اوقات میں اور اکثر استعدادوں کے اعتبار سے کوئی طریقہ ذکر جہری سے زیادہ نفع بخش نہیں ہے۔ اس بارے میں لوگوں کو شک میں مبتلا کرنا زبردستی کی بات اور حق سے انکار کرنے کے مرادف ہے۔

بیعت کی حکمت اور حیثیت | صوفیا کرام کے یہاں بیعت کرنے کا جو طریقہ رائج ہے اس کو بعض علماء بدعت کہتے ہیں۔ لیکن شاہ صاحب کے نزدیک متعدد احادیث کی روشنی میں یہ بیعت بدعت نہیں بلکہ مسنون ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ شاہ صاحب نے بیعت کی مختلف قسمیں بتلانے کے بعد اس کی یہ حکمت بتلائی ہے کہ انسان کے اندر جو باطنی کیفیات پیدا ہوتی ہیں ان کو اللہ تعالی نے چند مخصوص اقوال اور اعمال کے ساتھ اس طرح متعلق کر دیا ہے۔ گویا اقوال و اعمال ان نظر نہ آنے والی باطنی کیفیات کا قائم مقام بن گئے ہیں۔ انہیں اقوال و اعمال کو دوسری جگہ شاہ صاحب نے " رسوم " کا نام دیا ہے۔ ان رسوم کے بغیر انسان کی کوئی باطنی کیفیت اس دنیا میں متشکل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے یہ کیفیت پیدا کرنے کے لئے لامحالہ ان رسوم کی ضرورت پڑتی ہے۔

شاہ صاحب کے نزدیک جب کوئی شخص توبہ کرتا ہے ترک معاصی کا عہد کرتا ہے اور تقویٰ پر مضبوطی سے قائم رہنے کا تہیہ کرتا ہے۔ تو یہ اس کا عزم نفس کی ایک داخلی کیفیت ہے۔ اس داخلی کیفیت کا قائم مقام صوفیا نے بیعت کو بنایا ہے یعنی بیعت محض ایک بیکار رسم نہیں ہے بلکہ اس رسم کے پیچھے ایک نفیس کیفیت ہے جو بیعت کرنے والے کے باطن میں پیدا ہوتی ہے (قول جمیل)

ذکر و اشغال | بعض علماء خصوصاً علماء حجاز صوفیا کے ذکر و اشغال کے مخالف ہیں وہ ان اعمال کو بالکل غیر اسلامی خیال کرتے ہیں اور اس کو ناجائز تصور کرتے ہیں۔ لیکن شاہ صاحب ذکر و اشغال کے جواز میں اس طرح لکھتے ہیں۔

" آخر تم مجھ سے پوچھو گے کہ آخر ذکر میں اس طرح کی ضربیں لگانے زور زور سے بولنے اور دائیں بائیں زانو اور قلب کی رعایت کرنے میں کیا حکمت ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان طبعاً کچھ ایسا واقع ہوا ہے کہ وہ فوراً ادہر ادہر متوجہ ہو جاتا ہے۔ ہر آواز پر کان لگا دیتا ہے۔ اس کے دل میں ہر وقت طرح طرح کے خیالات و چکر لگاتے رہتے ہیں لہذا مشائخ نے ذکر کا یہ طریقہ اس واسطے وضع کیا ہے کہ اس سے ذکر کرنے والے کی توجہ اپنے ماسوا اور کسی طرف نہ جائے اور باہر کے خیالات اس

باقی صـ۵۲ـ پر